

## بے لاغ احتساب، سیرت طیبہ کی روشنی میں

تحریر: ڈاکٹر عزیز اللہ، اسٹنسٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج آف شیکناوالی، ملتان



قرآن مجید کے اکثر ویشر احکام بصیغہ جمع وارد ہوئے ہیں۔ اور پوری امت مسلمہ ان کی مخاطب ہے۔ امت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ سے لے کر نفاذ حدود و تعزیرات اور نین الاقوامی قانون تک تمام قرآنی احکام پر عمل درآمد بحیثیت مجموعی امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے اور مسلمانوں کیلئے فرض کفایہ کا درجہ رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم سیاسی مفکرین نے نسب امامت کو بالاجماع فرض کفایہ قرار دیا ہے۔ لہذا امت مسلمہ کی اجتماعی ذمہ داریوں سے عمدہ برآ ہونا تمام افراد امت کیلئے فرض کفایہ ہے اور امامت (یعنی حکومت وقت) اس فرض کو امت مسلمہ کے نائب اور نمائندہ کی حیثیت سے انجام دیتی ہے۔ اسلامی ریاست کا ایک اہم ستون ادارہ احتساب ہے۔ احتساب دراصل وہ ستری زنجیر ہے جس میں تمدن، اخلاق، مذہب، معاشرت اور معیشت کے تمام جزئیات جگڑے ہوئے ہیں۔ یہ اسلام کا طرہ انتیاز ہے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی دونوں حیثیتوں سے احتساب کی تاکید کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے ہقول:

”حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسببو“

اس وجہ سے انسانیت اور عدل کا دشمن، ابلیس، مسلمانوں کی بیداری سے ہر وقت لرزائ

رہتا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے شیطان کی اس کیفیت کو یوں شعری شکل دی ہے:-

ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں

ہے حقیقت جس کے دیں کی احتساب کائنات

یہی وجہ ہے کہ اچھی حکومتوں کی خوبیوں میں ایک خوبی احتساب بھی ہے:-

صورت ششیر ہے دست قضائیں وہ قوم

کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب

اسلامی علوم کے ذخیرے میں ”حسبہ“ کا تعلق ”امر بالمعروف و نهی عن المنکر“ سے مریوط اور مضبوط ہے۔ مزیدراں ”حسبہ“ ایک دینی فریضہ کے بطور بھی معروف اور متداول رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس موضوع پر لکھنے والے تمام مولفین نے قرآن مجید کی آیت:

”وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أَمَّةٌ يَذْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَا عَنِ الْمُنْكَرِ“

اور "الذين ان مكثنهم في الأرض أقاموا الصلوة وآتُوا الرِّكْوَة وأمْرُوا بالْمَعْرُوف ونهوُ عَنِ الْمُنْكَر" اور "لَعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى إِسْنَانِ دَاؤَه وَعَيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ" - ذلِك بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ - كَانُوا الَّذِينَ تَاهُوا عَنْ شُنْكَرِ فَعُلُوٌّ - سے بطور اساس حسہ استدلال کیا ہے۔ علاوہ ازیں احادیث نبویہ "من غش فلیس منا" من رای منکم منکر افليغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبنسانہ فان لم یستطع فقبلہ وذلك اضعف الايمان" سے بھی بطور اساس حسہ استشاد کیا ہے۔

محتب اور احتساب کے متعلق ایسی تالیفات جن میں سیرت طیبہ کی روشنی میں بے لگ احتساب کے بارے میں محدث پائی جاتی ہے، زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں ہیں۔

ایسی تصاویف میں قاضی ابو یوسف (م ١٨٢ / ٧٩٨ھ) کی "كتاب الخراج" ابو عبید القاسم بن سلام (م ٢٢٤ / ٨٣٨ھ) کی "كتاب الاموال" احمد بن محمد بن عبدربہ الاندلسی (م ٢٤٨ / ٦٦٢ھ) کی العقد الفريد" محمد بن اسماعیل بخاری (م ٢٥٦ / ٨٦٩ھ) کی "الجامع الصحيح" کا باب محاسبة الامام عماله" ابوالحسن علی بن محمد الماوردي (م ٤٥٠ / ٥٨٥ھ) کی "الاحكام السلطانية" ابو محمد علی بن احمد ابن حزم (م ٤٥٦ / ٥٤٣ھ) کی "الفصل في الملل والاهواء والنحل" قاضی ابویعلى محمد بن الحسین الفراء الحنبلی (م ٤٥٨ / ٥٤٥ھ) کی احکام السلطانية" نظام الملک طوسی (م ٤٨٥ / ٥٩٢ھ) کی سیاست نامہ "امام غزالی (م ٥٠٥ / ١١٢ھ) کی "احیاء علوم الدین" عبد الرحمن بن نصر بن عبد الله بن محمد الشیزری (م ٥٨٩ / ١١٩٣ھ) کی "نهاية الرتبة في طلب الحسبة" ابو الفرج جمال الدین ابن جوزی (م ٥٩٧ / ١٢٠١ھ) کی "منهج القاصدین" شہاب الدین ابو عبد الله یاقوت حموی (م ٦٢٥ / ١٢٢٨ھ) کی کتاب "ارشاد الاریب الى معرفة الادیب" المشهور به "معجم الادباء" قاضی ضیاء الدین السنامی کی "نصاب الاحتساب" (مخطوطہ)، نقی الدین ابوالعباس احمد بن تیمیہ (م ٦٢٢٧ / ١٣٢٧ھ) کا رسالہ "الحسبة في الاسلام" اور "السیاست الشرعیة في اصلاح الراعی والرعیة" محمد بن محمد بن احمد القرشی ابن الاخوة (م ٦٢٩ / ١٣٢٩ھ) کی "معالم القریۃ في احکام الحسبة" شہاب الدین احمد بن عبدالوهاب التویری (م ٦٢٣٢ / ١٣٢٢ھ) کی "نهاية الارب في فنون

الادب" محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزیہ (م ١٣٥٠ / ٥٧٥١) کی "الطرق الحکمیة فی السیاسة الشرعیة" تاج الدین عبدالوهاب السبکی (م ٦٧٧١) کی "معید النعم" شاہ بہمن سید علی بہمنی (م ٦٧٨٤ / ١٣٨٤) کی "ذخیرۃ الملوك" (مخطوطہ) و انش گاہ بخبار لاہور عبد الرحمن بن محمد بن خلدون (م ٦٨٢١ / ١٤٠٥) کا "مقدمہ ابن خلدون" احمد بن علی القلقشندی (م ٦٨٤١ / ١٤١٨) کی "صبع الاعشی فی صناعة الانشاء" محمد بن احمد بن سام المحتسب (م ٦٨٤٤ / ١٤٤١) کی "نهاية الرتبة فی طلب الحسبة" نقی الدین ابوالعباس احمد بن علی المقریزی (م ٦٨٤٥ / ١٤٤٢) کی "المواعظ والاعتبار بذكر الخطوط والآثار" اور "شذور العقود فی ذکر النقود" شاہ الدین احمد المقری (م ٦٣٢ / ١٤٣٢) کی "نفع الطیب فی غصن الاندلس الرطیب" حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبد اللہ (م ٦٢٧ / ١٤٦٥) کی "کشف الظنون" مولانا ابوالکلام آزاد (م ٦٣٧٨ / ١٩٥٨) کی "امر بالمعروف" اور رسالہ "البلاغ" محمد المبارک (م ٦٤٠ / ١٩٨٢) کا "الدولة ونظام الحسبة عند ابن تیمیہ" الدکتور نقولا زیادہ کی "الحسبة والمحتسب فی الاسلام" الدکتور وہبۃ الزھیلی کی "الفقه الاسلامی وادله" جلد ششم ڈاکٹر محمود احمد غازی کی "اوب القاضی" چخاب یونور شی کا "اردو و ارہ معارف اسلامیہ" ڈاکٹر ساجد الرحمن کاندھلوی کی "اسلام میں پولیس اور احتساب کا نظام" مولانا متین حاشی کی "اسلامی حدود اور ان کا فلسفہ مع اسلام کا نظام احتساب" ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی کی "The Institution of Muhtasib" محفوظ احمد کا غیر مطبوعہ مقالہ برائے ایم فل (A.I.O.U) "اسلام کا دیوان المظالم اور ادارہ احتساب کا تقاضی مطالعہ" پروفیسر عبدالغفیظ کی "وفاقی محتسب" ڈاکٹر ایم ایس ناز کی "اسلامی ریاست میں محتسب کا کردار" شامل ہیں۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ احتساب کا لغوی و اصطلاحی مفہوم، محتسب اور مستطوع میں فرق و امتیاز اور سیرت طیبہ کی روشنی میں اسلامی ریاست میں بے لگ احتساب کی ضرورت و اہمیت کو واضح کیا جائے۔

لغوی مفہوم:

عربی لغت میں احتساب کا مادہ ح۔ س۔ ب۔ بیان کیا گیا ہے اور یہ مندرجہ ذیل معانی میں مستعمل ہے:

- ۱۔ حساب کرنا (۱) : سورہ رحمن میں ہے :
- ”وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ يَخْسِبَا“ (۲) (یعنی سورج اور چاند کیلئے ایک حساب ہے)
- ۲۔ نگ کرنا : جیسے کہا جاتا ہے ”حسابت ای ضایقته“ (۳) (یعنی میں نے اسے نگ کیا)
- ۳۔ کافی : عربی میں کہتے ہیں ”حسبک درهم ای کفاک“ (۴) تیرے لئے یہ درہم کافی ہیں  
جیسا کہ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کا مشہور قول ہے :
- ”اذ اوضعۃ الزکوۃ فی صنف واحد من هذه الاصناف فحسبک“ (۵)  
(یعنی ان اصناف (ثانية) میں سے کسی ایک صنف میں زکوۃ دینا کافی ہے)
- ۴۔ جزاً بدلہ و محاسبہ کرنا (۶) : جیسے قرآن مجید میں ہے :
- ”رَبَّنَا اغْفِرْلِي وَلَوَالدَّئِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُولُ الْحِسَابُ“ (۷)  
(پروردگار مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان والوں کو اس دن معاف کر دیجیو جب کہ حساب قائم ہوگا)
- جیسے حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا :
- ”حاسبو انفسکم قبل ان تعاسبوا“ (۸)
- آپ کا محاسبہ ہونے سے پہلے اپنا محاسبہ کرو
- ۵۔ اجر و ثواب کیلئے کوئی کام کرنا :
- ”من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفرله ما تقدم من ذنبه“ (۹)  
(جس نے ایمان اور اجر و ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہو گئے)  
پس لغوی اعتبار سے مختسب کے معنی ہوئے وہ شخص جو کوئی نیک کام خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے جذبہ سے کرے اور اس میں کسی دنیوی غرض کا شاہراہ تک نہ ہو۔
- اصطلاحی مفہوم :

شرعی اصطلاح میں احتساب اس امر بالمعروف و نهى عن المحرکو کہتے ہیں جب لوگ معروف کو ترک کر دیں اور منکرات کا ارتکاب شروع کر دیں۔

المادردی (م ۳۰۰ھ) اور ابو یعلی (م ۴۵۸ھ) نے احتساب کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے :

”هو امر بالمعروف اذا ظهر تركه ونهى عن المنكر اذا ظهر فعله“ (۱۰)  
(یعنی یہی کا حکم جب اس کا ترک ظاہر ہو اور برائی سے روکنا جب اس کا ارتکاب ظاہر ہو)

امام غزالی (م ۵۰۵ھ) نے احتساب کی تعریف یہ کی ہے :

”عبارة عن المنع عن منكر لحق الله صيانة للممنوع عن مقارفة المنكر“<sup>(۱۱)</sup>  
 (احساب سے مراد یہ ہے کہ حقوق اللہ سے متعلق کسی منکر (اوڑتا پسندیدہ کام کے ارتکاب) سے  
 روکا جائے تاکہ جس کو روکا جا رہا ہے وہ اس برائی کے ارتکاب سے باز رہے)

عبد الرحمن الشیری (م ۵۸۹ھ / ۱۱۹۳ء) ”نهاية الرتبة في طلب الحسبة“  
 میں احساب کی تعریف یوں کرتے ہیں :

”اَسْرَابُ مَعْرُوفٍ وَنَهْيَا عَنْ مَنْكَرٍ وَاصْلَاحًا بَيْنَ النَّاسِ“<sup>(۱۲)</sup>  
 (نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اور لوگوں کے درمیان صلح و صفائی کرانا)  
 جب کہ ان الاخواہ (م ۷۲۹ھ / ۱۳۲۹ء) نے بھی ”معالم القرابة في احکام الحسبة“ میں  
 ایسی ہی تعریف نقل کی ہے۔<sup>(۱۳)</sup>  
 اسلامی اندلس اور شامی افریقہ کے نامور فرزند اور مسلمانوں کے مایہ ناز مفکروں مورخ  
 علامہ عبد الرحمن بن خلدون (م ۸۰۵ھ / ۱۴۰۵ء) کی وضع کردہ تعریف سب سے زیادہ جامع  
 اور مختصر ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

”هی وظيفة دينية من باب الامر بالمعروف والنهي عن المنكر“<sup>(۱۴)</sup>  
 (یہ ایک دینی منصب ہے جس کا تعلق امر بالمعروف اور نهي عن المنكر سے ہے)  
 حاجی خلیفہ (م ۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۷ء) نے ”کشف الظیون“ میں احساب کی بڑی مفصل  
 تعریف کی ہے :

”هو علم باحت عن الامور العجارية بين اهل البلد من معاملاتهم اللاتى لا يتم التمدن بدونها من حيث اجرائها على قانون العدل بحيث يتم التراضى بين المعاملين وعن سياسة العباد بنهى المنكر وامر المعرف ب بحيث لا يودى الى مشاجرات وتفاخر بين العباد بحسب مارآه الخليفة من الزجر والمنع ونبادلة بعضها امور استحسانية ناشئة عن رأى الخليفة“<sup>(۱۵)</sup>

(یہ وہ علم ہے جو اہل شر کے درمیان ہونے والے ان معاملات سے محث کرتا ہے  
 جن کے بغیر تمدن مکمل نہیں ہو سکتا۔ ان معاملات کے اجراء سے اس علم میں محث  
 ہوتی ہے جو عدالتوں میں نافذ ہو سکتے ہیں، جن کے بارے میں فریقین میں باہمی

رضامندی پائی جاتی ہو یا جن کے بارے میں عوام کی اصلاح اور (حسب ضرورت) زبردستی ہوتی ہے۔ اس کام کیلئے لوگوں کو برائی سے روکا جاتا ہے۔ لور اچھائیوں کا حکم دیا جاتا ہے۔ تاکہ ان کے معاملات میں نہ توکوئی جھگڑا پیدا ہو سکے اور نہ لوگ ایک دوسرے سے بلاوجہ آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ اس میں حکومت کو یہ صواب دید حاصل رہتی ہے کہ لوگوں کو کس طرح روکا اور باز رکھا جائے۔ اس کے بعض اصول و قواعد فقیہی ہیں اور بعض احسان پر مبنی ہیں۔ جن کے بارے میں حکومت کو یہ فیصلہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے)

حاجی خلیفہ کی یہ تعریف اگرچہ "علم الاحساب" سے متعلق ہے مگر اس میں احتساب کی روح کا فرمایہ ہے۔

دور حاضر کے شامی مصنف استاد محمد المبارک (۱۶) (م ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء) احتسابی اوارے کی تعریف کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں :

"ہی رقابة ادارية تقوم بها الدولة عن طريق موظفين خاصين على نشاط الأفراد في مجال الأخلاق والدين والاقتصاد في المجال الاجتماعي بوجه عام تحقيقاً للعدل والفضيلة وفقاً للمبادئ المقررة في الشعـر الإسلامي وللأعراض المألوفة في كل بيئة وـزمن" (۱۷)

(یہ ایک ایسا گمراہ اوارہ ہے جس کو حکومت قائم کرتی ہے لور خاص کارندے اس کو چلاتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اخلاق، مذہب اور معاشرت کے دائروں میں افراد کی سرگرمیوں کی گمراہی کی جائے۔ یعنی ان کی عام اجتماعی سرگرمیوں کی گھمداشت ہوتا کہ انصاف اور اعلیٰ اقدار کو عملًا بروئے کار لایا جاسکے اور اس معاملہ میں اسلامی شریعت اور مختلف زمانوں اور علاقوں میں جو معروف اور پسندیدہ طریقے رائج ہیں ان کی روشنی میں اس اہم کام کو سرانجام دیا جاسکے)

مولانا ابوالکلام آزاد (م ۱۴۳۷ھ / ۱۹۵۸ء) نے "احساب" کی یوں تصریح کی ہے۔ ان کے ہوالہ :

"احساب" کے معنی یہ ہیں کہ انسان نگلی کا محافظ ہو لور بدی کی ہر ٹھیک لور

ہر نمود کو فاکرنے کا اپنے اندر ایک ان تھک عشق رکھے۔ وہ سب سے پہلے خود اپنے نفس کا محتسب بنے، پھر اپنے خاندان کا اپنے مساںوں کا اپنے محلہ کا اپنی قوم کا اور پھر تمام کردہ ارضی کا۔ ”لِتَكُونُوا شَهِدًا عَلَى الْإِنْسَانِ وَيَكُونُوا الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا“ وہ ہمیشہ دنیا کے ہر اعتقاد و عمل کا احصاب کرے۔ یعنی ہمیشہ گران رہے کہ یہی اور راستی کی راہ سے انحراف تو نہیں ہو رہا؟ اگر اس کو سچائی اور عدالت سے انحراف نظر آئے تو وہ اپنے ہاتھ سے اپنی زبان سے اپنی تمام قوتوں سے اس انحراف کو دور کرنے کی کوشش کرے، کیوں کہ وہ خدا کی زمین پر خدا کی سچائی کا محافظہ و ذمہ دار ہے، اور اس کے وجود کو صرف اس لئے قائم کیا گیا ہے، تاکہ میزان عدل کی گرانی کرے اور بدی کے درخت کو بیدھنے اور پھلے سے روکے۔ (---) امر بالمعروف اور نهى عن المغرض کا نام ہے اور یہی وہ قوت معلمہ و مربیہ ہے جو امت مسلمہ کے ہر فرد کو پروردگاری کرنے ہے اور ان کی نسبت فرمایا کہ ”مَكْتُمٌ خَيْرٌ أَمْ إِخْرِجٌ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ“ (۱۸)

احصاب ایک سنری زنجیر ہے، جس میں تدن، اخلاق، مذہب اور معاشرت کے تمام جزئیات جکڑے ہوئے ہیں۔ اگر اس کی بد شیں ڈھنیلی پڑ جائیں تو دفعہ نظام عالم کی ایک ایک کڑی درہم برہم ہو جائے۔ اسی غرض سے دنیا نے احصاب کو مختلف صورتوں میں قائم رکھا۔ خاندانوں اور کنہوں نے مختلف رسم و رواج اعقیار کے جن کی خلاف ورزی موجب طامت بلکہ بعض لوگوں تویی جرم خیال کی جاتی ہے۔ سلطنتوں نے قوانین بنائے جو انسان کو ایک خاص نظام کے ماتحت ہر قسم کی مادی اخلاقی لور مذہبی ترقی کرنے کا موقع دیتے ہیں۔ حکماء نے فلسفہ اخلاق ایجاد کیا، جو اخلاقی قوانین کی پیروی پر تعمیل سفری کو مجبور کرتا ہے۔ (۱۹)

امام شمس الدین محمد بن الیک بن بن قیم الجوزیہ (م ۱۳۵۰ھ / ۷۵۱ء) نے اپنی مشہور کتاب ”الطرن الحکمية فی السياسة الشرعية“ میں ”احصاب“ پر یہ مفصل معلومات دیں ہیں :

”وَهُوَ قَوَانِينَ أَوْ فِيصلَّی جَوَکَسِی دَعْوَےِ پَرْ موقوف نہیں ہوتے“ اسلامی قانون کی اصطلاح میں ان کو ”الحسبة“ کہا جاتا ہے لور اس شعبہ احصاب کے سرداہ کو ”والی الحسبة“ (محتسب اعلیٰ) کہا جاتا ہے۔ انتظامیہ کے شعبوں کی طرح احصاب کا شعبہ بھی ایک علیحدہ شعبہ

کے طور پر قائم کیا گیا” (۲۰)  
اُن قیم (۱۳۵۰ھ / ۱۹۷۵ء) مزید لکھتے ہیں :

”محکمہ احتساب کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ دھوکہ بازوں اور کھانے پینے کی اشیاء میں ملاوٹ کرنے والوں کا قلع قلع کرے، کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو امت کی بہبود و ترقی اور اس کے مصالح کے سب سے بڑے دشمن ہیں“ (۲۱)

اسلامی ریاست کی معاشری زندگی میں احتسابی ادارے کے کردار کے حوالے سے اُن قیم (۱۹۷۵ھ / ۱۳۵۰ء) یوں رقم طراز ہیں :

(---) خیانت، ناپ، تول میں کمی، مصنوعات اور فروخت ہونے والی و مگر اشیاء میں ملاوٹ کرنے سے لوگوں کو سختی سے منع کرتا ہے۔ نیز اس کا فرض ہے کہ گاہے گاہے ناپ، تول کے پیمانوں کا معافانہ کرتا ہے۔ کھانے پینے کی اشیاء تیار کرنے والوں، لباس اور دیگر آلات وغیرہ تیار کرنے والے کارگروں کے حالات پر کڑی نظر رکھے اور ان کو ممنوعہ صنعتوں سے روکتا ہے۔ مثلاً راگ و رنگ، مردوں کیلئے ریشمی لباس وغیرہ میٹا۔ لوگوں کو مختلف قسم کی نسخہ آور اشیاء تیار کرنے سے باز رکھے۔ صنعت کاروں کو ان کی ممنوعہ اشیاء میں ملاوٹ کرنے سے روکے اور ان لوگوں کو سامان تجارت بنانے اور سکوں میں کھوٹ ملا کر خراب کرنے سے سختی سے روکے۔ نیز نقدوں کو سامان تجارت بنانے سے بھی سختی سے روکے۔ کیوں کہ اس راستے سے نقد کے ”راس المال“ ہی رہنے کی مگرائی کرے۔ اس کے ذریعے تجارت کی جائے، خود اس کی تجارت نہ کی جائے۔ جب حکومت کسی مدد یا کرنی کو ممنوع قرار دے دے تو محکمہ احتساب کی ذمہ داری ہے کہ وہ لین دین اور تجارتی معاملات میں اس ممنوع کرنی کو دیگر سکوں سے محفوظ ہونے سے روکے“ (۲۲)

محکمہ احتساب کے فرائض کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں :

”محکمہ احتساب کے مخصوص فرائض میں امر بالمعروف اور نهى عن المحرک علاوہ وہ ذمہ داریاں بھی شامل ہیں جو دیگر تمام محکموں کے فرائض میں شامل نہیں۔ (---) قتل کے مقدمات نہیں اسکے احتساب کی ذمہ داری نہیں۔ (---) ایسا شخص جو مسلمانوں کے حقوق میں کسی غبن کا مرکب ہوتا ہے اور شریعت کی

حدود کو توڑتا ہے، مکمل احتساب اس کو روکنے کا ذمہ دار ہے” (۲۳)

### محتسب۔۔۔ دینی امور کا گمراہ:

محتسب کی حیثیت شرعی امور کے گمراہ کے طور پر متداول رہی ہے۔ باضی کے مختلف ادوار میں یہ ذمہ داری کبھی مفتی و قاضی اور بعض حالات میں کو توال شر انعام دیا کرتے تھے۔ چنانچہ محتسب کی تعریف میں انہیں شامل کرنے میں کوئی تردید نہیں کیا گیا۔

محتسب کے فرائض میں یہ شامل تھا کہ وہ شرعی امور کی پابندی کی تلقین کرتا رہے اور خلاف شرع باتوں کی ممانعت۔ وہ نماز بھجکانہ اور احترام رمضان کی پابندی کرتا تھا۔ اس کا اختیار صرف ان امور میں امر بالمعروف و نهى عن المنکر ہا جو بقول امام ابن تیمیہ ”گورزوں“، قاضیوں اور انتظامیہ کے افروزوں کے وائرے اختیار میں نہیں آتے تھے۔ ”وَمَا الْمُحْتَسِبُ فِلَهُ الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهِيُّ عَنِ الْمُنْكَرِ“ من اختصاص الولاة والقضاة واهلا الديوان“ (۲۴)

صاحب ”الطرق الحكمية في السياسة الشرعية“ کی تصریح کے مطابق وہ عوام الناس کی طرف سے دعویٰ کی پرواہ اور پابندی کے بغیر اپنا فرض سر انعام دیتا تھا (۲۵) گویا محتسب صرف ان امور میں مداخلت کرتا تھا جن پر شریعت اسلامی کی طرف سے کوئی قدغن لگائی گئی ہو اور معروفات و منکرات کے فرق و امتیاز کی رعایت سے ان کی تجدید کی گئی ہو۔

عصر حاضر کے مولفین بھی محتسب کو شرعی امور کا گمراہ قرار دیتے ہیں اور ان کے نزدیک اسکے وظائف احکام شریعت سے متصل ہیں:

”المحتسب امام للمجتمع الاسلامي الذي يأمر بالمعروف وينهي عن المنكر“ و من الوظائف المتصلة بالاحکام الشرعية  
وظيفة المحتسب“ (۲۶)

پس شرعی امور کی گمراہی و نسبانی میں اس کی حیثیت مسلمه تھی۔

### محتسب۔۔۔ معاشی امور کا گمراہ:

عمل غش (ملاوٹ)، عمل تطفیف (کم تا پ تول)، عمل تجیس (نقش)، عمل تدليس (دھوکا، فراڈ)، عمل احتکار (ذخیرہ اندوزی)، ”گرانی“ گداگری، شراب نوشی، شراب فروشی و دیگر نشیاط کی فروخت، جوئے بازی، عصمت فروشی، خیانت کاری، رشوت، ناجائز قبضہ و ناجائز تجواذبات، غلط اوزان اور پیمانوں کا استعمال، جعلی کرنی، قرض کی عدم ادائیگی، پیشہ وروں کی بد دیانتی

وغیرہ چونکہ ازروئے شریعت نہ صرف ممنوع ہیں بلکہ ایسے معاشی جرائم قابل موافذہ بھی ہیں، اس لئے ایسے بہت سے اقتصادی و معاشی منکرات کے سداباب کافر یعنی محتسب کو تفویض رہا ہے۔ قرآن و حدیث اور سیرت کی کتب کے علاوہ اس فن کے بیانی ماغذہ کی کتب میں ان مذکورہ معاشی منکرات پر محتسب کے اختناکی کردار کی صراحت موجود ہے۔ (۷۷)

## محتسب اور متطوع میں فرق و امتیاز

الماوردي اور ابو يحيى نے احساب کرنے والوں کی دو قسمیں میان کی ہیں :

۱۔ محتسب ۲۔ متطوع

### عیشیت منصب، محتسب اور متطوع میں فرق و امتیازات :

احساب کی ذمہ داری اگر حکومت وقت کی طرف سے سرکاری طور پر محتسب پر عائد ہوتی ہے اور وہ اسے فرض میں سمجھ کر ادا کرتا ہے تو دوسرا طرف متطوع رضا کارانہ طور پر اسے فرض کفایہ جان کر ادا کرتا ہے۔ لیکن ان دونوں میں عیشیت منصب، فرق و امتیاز پایا جاتا ہے۔ ابو الحسن علی الماوردي اور قاضی ابو يحيى الفراء محتسب اور متطوع میں نوع اعتبر سے فرق و امتیاز بتاتے ہیں۔ ان کے تھوڑے :

- ۱۔ ان فرضہ متعین علی المحتسب بحکم الولاية وفرضہ علی غیرہ داخل فی فرض الکفاية (محتسب پر عیشیت عمدہ، حکومت کی طرف سے فرض ہے اور دوسروں پر فرض کفایہ)
- ۲۔ ان قیام المحتسب بہ من حقوق تصرفہ الذی لا یجوز ان یتشاغل عنہ بغیرہ، وقیام المتطوع بہ من التوافل الذی یجوز التشاغل عنہ بغیرہ۔

(محتسب پر یہ ایسا حق ہے جس سے تقابل جائز نہیں اور متطوع کیلئے از قبل نوافل کہ اس کیلئے دیگر امور میں بھی مشغولیت روا ہے)

۳۔ انه منصوب للاستعداد اليه فيما يجب - وليس المتطوع منصوبا باللاستعداد (محتسب کو اسی لئے مقرر کیا گیا کہ اس سے منکرات کی شکایت کی جائے اور متطوع اس کیلئے نہیں ہوتا)

۴۔ ان علی المحتسب اجابة من استعدی به - وليس على المتطوع اجابته (محتسب پر شکایت کنندہ کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے، متطوع پر ضروری نہیں)

۵۔ ان علیه ان یبحث عن المنکرات الظاهرہ لیصل الی انکارها ويفحص عمارک من المعروف الظاهر "لیامرا باقامة - وليس على غيره من المتطوعة بحث ولا فحص

(محتب کیلئے ضروری ہے کہ نیک و بد کاموں کی تحقیق و تحقیق کرتا ہے، تا انکہ برے کام فتح کر دے اور نیک کاموں پر پابند کرے اور ممکن طبع کی یہ ذمہ داری نہیں)

۶۔ ان لہ ان یتخد علی الانتکار اعوانا۔ لانہ عمل ہولہ منصوب، والیہ مندوب،  
لیکون لہ اتھر، وعلیہ اقدر۔ ولیس لممکن طبع ان یندب لذلک اعوانا

(محتب مکرات کی روک تھام کیلئے پولیس طلب کر سکتا ہے اور ممکن طبع نہیں کر سکتا)

۷۔ لہ ان یعزز علی المنکرات الظاهرۃ، ولا یتجاوزها الی الحدود۔ ولیس لممکن طبع  
ان یعزز علی منکر

(محتب مکرات پر حدود سے کم سزادے سکتا ہے، ممکن طبع نہیں دے سکتا)

۸۔ ان لہ ان یترقب من بیت المال علی حسبہ۔ ولا یجوز لممکن طبع ان یترقب علی الانتکارہ  
(محتب کو بیت المال سے منصب احصاب کی تجوادی جاسکتی ہے اور ممکن طبع کو تجوادی بنا جائز نہیں)

۹۔ ان لہ اجتہاد را یہ فیما تعلق بالعرف دون الشرع۔ کالمقادع فی الاسواق، واخرج  
الاجنحة، فیقر و ینکر من ذلک مادا دا اجتہاد الیہ۔ ولیس هذللممکن طبع (۲۸)  
(جن امور کا تعلق عرف سے ہے، شریعت سے نہیں، محتب ان میں اجتہاد رائے سے کام کر سکتا  
ہے، مثلاً بازاروں میں بیٹھنے کی جگہیں اور چبھے بنانا کہ اگر مناسب ہو تو باقی رکھے ورنہ روک دے اور  
ممکن طبع کو یہ اختیار نہیں)

فرائض و اختیارات کے ان امتیازات کے علاوہ محتب اور ممکن طبع میں ایک اور ضمنی فرق  
بھی نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ جس کا تعلق صیغہ جات سے ہے۔ ممکن طبع کیلئے کسی صیغہ یاد فرتر کی  
ضرورت نہیں ہوتی؛ جب کہ محتب باقاعدہ اپنا ایک محکمہ رکھتا ہے یا کسی محکمے کے ماتحت کام  
کرتا ہے۔

## اسلامی ریاست اور احصائی ادارے کا ربط و تعلق

اسلامی ریاست اور احصائی ادارے کے ربط و تعلق کی ضرورت و اہمیت اور افادیت  
و مقصدیت کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر عبدالحفیظ اپنی کتاب ”وقایت محتب“ تعارف اور افادیت  
کا تقدیدی جائزہ ”میں یوں رقم طراز ہیں：“

”احصاب کا عمل اچھی حکومت کی خوبیوں میں سے ایک ہے۔ ہر حکمران جسے حکومت یا  
عوام کی فلاج و بہبود میں دلچسپی ہو وہ اپنے اہل کاروں پر کڑی نگاہ رکھتا ہے۔ اس کی

بنیادی وجہ یہ ہے کہ اختیارات کا غلط استعمال ایک فطرتی عمل ہے۔” (۲۹)

وہ مزید لکھتے ہیں :

”۔۔۔ انسان اگر فرشتے ہوتے تو ان پر حکومت مسلط کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اسی طرح حکمران اگر فرشتے ہوتے تو بھی کوئی مشکل نہ ہوتی۔ لیکن ایسا نہیں ہے اور انسانوں نے ہی انسانوں پر حکومت کرنی ہے۔ اس میں ایک مشکل جو درپیش آتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک طرف تو حکومت کو کاروبار ریاست چلانے کیلئے ضروری اختیارات دینے کی ضرورت ہوتی ہے اور دوسری طرف حکومت کو قابو میں رکھنا پڑتا ہے کہ وہ اختیارات کا غلط استعمال نہ کرے“ (۳۰)

کسی بھی فلاجی اور مثالی ریاست کیلئے ضروری ہے کہ وہ معاشی، معاشرتی اور انتظامی توازن کو برقرار رکھے۔ ریاست میں ملازمین کے عمومی کردار کا جائزہ لے تاکہ بد عنوانی، خیانت اور اختیارات کا ناجائز استعمال نہ ہو۔ قدیم ہندوستان میں عمال کی نگرانی اور ان کی معاشی و مالی بد عنوانی کا سدباب اور احتساب نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ سرکاری ملازمین کی نفیات اور بد عنوانی کا ذکر کرتے ہوئے ”آچاریہ کوتلیہ چانجیہ“، ”پی مشور کتاب“، ”ارتح شاستر“ میں لکھتے ہیں :

”جس طرح زبان کی نوک پر رکھے ہوئے شدیاز ہر کو بغیر چکھے چھوڑ دینا محال ہے، اسی طرح کسی سرکاری ملازم کیلئے محال ہے کہ سرکاری مال کو کم از کم تھوڑا سانہ چکھے۔ جس طرح پانی کے اندر کی مچھلی کی بابت نہیں کہا جا سکتا کہ پانی پی رہی ہے یا نہیں پی رہی، اسی طرح سرکاری افسروں کی بابت کہنا مشکل ہے کہ دوران کار میں رشوت لے رہے ہیں یا نہیں لے رہے۔ آسمان میں اڑتے ہوئے پرندوں کی حرکت کو تازا جا سکتا ہے، سرکاری ملازمین کی نیت کو نہیں تازا جا سکتا“ (۳۱)

آچاریہ کوتلیہ چانجیہ کے اس تجزیے سے کسی بھی فلاجی ریاست کیلئے بد عنوانی کے انسداد کیلئے احسانی ادارے کی ضرورت و اہمیت کا ندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اسلامی ریاست کی معاشی زندگی میں احسانی ادارے کا کردار بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

یہ وجہ ہے کہ امراء اور عمال کے احتساب سے ”امر بالمعروف اور نهى عن المحرر“ کی روح زندہ اور قائم رہتی ہے۔ اسلامی ریاست کو احتساب سے کوئی خطرہ نہیں۔

مولانا میں احسن اصلاحی (م ۱۹۹۸ء / ۱۴۱۹ھ) کے بقول :

”اس کو اگر کوئی خطرہ ہے تو عوام کے اندر احتساب اور امر بالمعروف و نهى عن المنکر کی روح مردہ ہو جانے سے ہے۔ اگر لوگوں کے اندر تفید کی روح بیدار ہے اور ہر چھوٹے اور بڑے کی غلطیوں پر ٹوکنے اور ان کا محاسبہ کرنے کی جرأت رکھتے ہیں تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس نظام کے اندر زندگی کی روح موجود ہے اور یہ باقی رہے گا۔ ہاں اگر لوگوں کے اندر اس فرض کا احساس کمزور ہو رہا ہو تو ارباب حل و عقد کا فرض ہے کہ فوراً چونکے ہوں اور اس بھماری کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ کیوں کہ کہ یہ بھماری اسلامی ریاست کیلئے خطرہ ہے۔ اور اگر اس نے جی پکڑ لی تو پھر ریاست کی اسلامی خصوصیات کا باقی رہنا ممکن ہو جائے گا“ (۳۲)

اگر اسلامی ریاست میں احتساب ادارہ مفقود ہو تو اس کے معاشرے پر کثیر الجھتی مضمراں مرتب ہوتے ہیں۔ خواجہ نظام الملک طوسی کے ہقول:

”بد کاری علی الاعلان ہونے لگتی ہے اور وقار شریعت کو ٹھیس لگتی ہے“ (۳۳)

بجہ احتساب کے نتیجے میں معاشرے پر مرتب ہونے والے خوش گوارا ثرات کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ ماضی میں:

”احتساب کی وجہ سے خاص و عام سبھی خائف رہتے تھے۔ نتیجاً جملہ امور منصفانہ طے پاتے تھے اور قواعد اسلام مکرم و محترم رہتے تھے“ (۳۴)

خواجہ نظام الملک طوسی تو اسلامی ریاست کی معاشی زندگی بالخصوص تجارتی بد عنوانیوں کی اصلاح کیلئے محتسب کا تقرر انتاتی ضروری قرار دیتے ہیں۔ ان کے ہقول:

”ہر شریں محتسب کا تقرر کیا جائے۔ جس کا فرض ہو کہ ترازوؤں اور زخوں کو صحیح رکھے، خرید و فروخت کی گنگرانی کرے، تاکہ اس میں کوئی خرامی را نہ پاسکے۔ نیز تاجر دھوکا اور بد دینتی نہ کریں۔“ (۳۵)

### عمال حکومت کے احتساب کی ضرورت و اہمیت :

عمال حکومت کے احتساب کی ضرورت و اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے خواجہ نظام الملک طوسی اپنی کتاب ”سیاست نامہ“ میں یوں رقم طراز ہیں:

”جس وقت سرکاری عمدہ داروں کو مناسب تفویض کئے جائیں تو انہیں یہ بھی حکم ہونا چاہیے کہ وہ اللہ بزرگ و بر تر کی مخلوق سے شریفانہ اور بر دبارانہ سلوک کرتے رہیں

اور اول یہ کہ (محصول کے طور پر) صرف جائز مال لوگوں سے وصول کریں اور دوسرے یہ مال بھی سختی برداشت کرنیں بلکہ خوش اسلوبی سے حاصل کریں۔ عمدہ داروں کو چاہیے کہ مال گزاری و صول کرتے وقت اس کا بھی لحاظ رکھیں کہ لوگ (کاشت کار وغیرہ) اسی وقت حکومت کو ٹیکس وغیرہ دینے پر مجبور کئے جائیں جب وہ اپنی فصل کاٹ لیں۔ اس لئے کہ اگر ان لوگوں سے قبل از وقت یعنی پیداوار (زرگی یا صنعتی وغیرہ) کے حصول سے پہلے مطالبات کئے جائیں گے تو انہیں تکلیف ہوگی اور مقررہ محصول یا لگان دینے کی خاطر ممکن ہے یہ لوگ اپنی پونچی یا پیداوار کوڑیوں کے مول پیچ دینے پر مجبور ہو جائیں اور یوں ان کی جڑیں ہی کھو کھلی ہو جائیں اور یہ بر باد ہو جائیں۔ رعایت میں اگر کوئی مالی طور پر کمزور ہو جائے اور اسے اپنے کھنکھیوں کیلئے ہمیلوں کی اور بچ کی ضرورت پیش آجائے تو حکومت ملک مال کے افراد کا فرض ہے کہ اس قبیل کے اشخاص کو تقاضی اور قرضے دیں۔ (۔۔۔) تاکہ ان لوگوں کے حالات از سر نوبھر ہو جائیں اور ترک وطن پر مجبور نہ ہونے پائیں۔ ”(۳۶)

ریاست کی فلاج کا راز احتساب سے مشروط ہے۔ اس ضمن میں وہ مزید لکھتے ہیں

”وزراء کے بارے میں بھی پوچھ گچھ کا سلسلہ جاری رہتا چاہیے اور یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ اپنے فرائض ٹھیک طور سے انجام دیتے رہے ہیں یا نہیں۔ بادشاہ اور مملکت کی فلاج کا راز اس میں پوشیدہ ہے کہ مملکت کو چلانے والا وزیر اچھے کردار اور اچھی نظر کا مالک ہو، یعنی وہ دیانت دار بھی ہو اور مدیر بھی۔ اسی صورت میں مملکت بھی آباد اور رعایا بھی آباد اور رعایا اور فوج بھی خوش حالت رہے گی اور بادشاہ کو بھی ذہنی سکون حاصل رہے گا۔ اور اگر وزیر کا کردار بلند نہ ہو گا تو انجام اس کا یہ ہو گا کہ ایک طرف بادشاہ پریشان اور غمگین رہا کرے گا اور دوسری طرف ملک میں بھی بد امنی کا غلبہ رہے گا۔“ (۳۷)

اسلامی ریاست میں بیت المال کے محاصل و مصارف کے بارے میں انتظامیہ کامل طور پر جواب دے ہے۔ اس احتساب میں جہاں یہ بات اہم ہے کہ کوئی شخص اپنے اختیارات سے ناجائز فائدہ اٹھا کر بیت المال کی الملاک کو ذاتی مصرف میں نہ لائے توہاں یہ بھی ضروری ہے کہ اجتماعی مقاصد کیلئے مصارف بھی پوری سوچ بوجھ اور مالی بھیرت کے ساتھ کئے جائیں۔ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اجتماعی مقاصد کیلئے بھی بیت المال کے اموال میں اسراف کرے۔

ایسے تمام اخراجات قومی اسراف کی زد میں آتے ہیں اور ان کیلئے وہی وعید یہ جو ذاتی صرف کے سلسلے میں دی گئی ہیں۔ بیت المال کے اموال میں مکمل مالی بصیرت کے استعمال کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ اسلامی ریاست ان کے استعمال میں وہ تمام فنی اور تکنیکی معلومات کو کام میں لائے جن کے ذریعے اموال سے زیادہ سے زیادہ اجتماعی فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔..... فنی اور تکنیکی معلومات سے مراد عصر حاضر میں رانج بہت سی حلباتی، شماریاتی اور مشینی ایجادات ہیں، جن کے استعمال سے اموال پر مصرف میں خیال کو کم سے کم اور انفاق کو زیادہ سے زیادہ کیا جاسکتا ہے۔

اسلامی ریاست کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ماضی کے تجارت کی اصلاح کیلئے ایسے ذرائع آمدن اور ملکیت کی چھان بنن کرے جو شریعت کی خلاف ورزی کر کے حاصل کئے گئے ہوں۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ بجوارے ہوئے حکمران کی ملی بھعثت یا ناہلی سے ملک کا ایک طبقہ دوسرا لے لوگوں کو اپنی معاشی قوت سے نشانہ اتحصال بنا تارہ ہے۔ چنانچہ تاریخ میں ایسے ادوار کی نشان دہی کرنا مشکل نہیں۔ قرون اولی میں خلفائے راشدین کے بعد بنی امیہ کے حکمرانوں نے اقرباً پروری، ظلم و غصب اور ناجائز دولت کے بہت سے ذرائع استعمال کر کے بڑی بڑی جاگیریں بنا لی تھیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اسلامی ریاست کے اس حق احتساب کو استعمال کیا اور تمام جاگیریں اور جائیدادوں کی ملکیت کے بارے میں تفصیلی چھان بنن کی اور جو کوئی اپنی ملکیت کا دوٹوک ثبوت فراہم نہ کر سکا اس کو ضبط کر لیا۔ (۳۸)

یوں بد عنوانی اور خیانت کی بنا پر اسلامی ریاست کی معاشی زندگی میں پیدا ہونے والے معاشی عدم توازن کو دور کرنے کیلئے احتسابی ادارے کا کردار ایک مسلمہ حقیقت رہا ہے۔

قاضی ابو یوسف (م ۱۸۲ھ / ۹۸۷ء) نے کتاب المخرج میں اپنے استاد عمر بن ذر کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ :

”عمر بن عبد العزیز کی ساری توجہات میں اس پر مرکوز تھیں کہ مخصوصہ املاک واپس لیں اور لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیں۔“ (۳۹)

اسلام نے امر بالمعروف اور نهى عن المحرکوہر مسلمان کا انفرادی اور اجتماعی فریضہ قرار دیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ انفرادی طور پر توہر مسلمان موقع اور محل کی مناسبت سے اس کام کو کسی نہ کسی طرح کرہی سکتا ہے لیکن اجتماعی اور ریاستی طور پر کسی باقاعدہ ادارہ کے بغیر اس فریضہ کے تقاضوں سے عمدہ برآہوںا مشکل ہے۔ یہی وہ ادارہ ہے جس کو حسبہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ (۴۰)

اچھائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے بہت سے مراحل ہوتے ہیں۔ سب سے پہلا مرحلہ ملامت نفس ہے۔ (.....) ایک مرحلہ ریاستی اور حکومتی سطح کا ہے۔ معاشرہ میں جہاں کچھ ایسے لوگ ہیں جن کا نفس لوامدہ اور ضمیر بیدار ان کو ملامت کرتا رہتا ہے اور برائیوں سے بچنے کی تلقین کرتا رہتا ہے۔ تا انکہ وہ نفس مطمئنہ کے درجہ پر فائز ہو جاتے ہیں۔ (.....) وہاں ایسے سرکش اور آمادہ فساد بھی ہوتے ہیں جو ذندگے کے بغیر بد اخلاقی سے باز نہیں آتے۔ جن کو قوت کا استعمال کئے بغیر برائی کرنے اور برائی پھیلانے سے باز نہیں رکھا جاسکتا۔ جن کو اگر کوئی چیز شر و فساد سے روک سکتی ہے تو وہ سزا کا خوف ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے تحقیقیہ دماغ کے لئے احتساب کا دارہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔ (۲۱)

## رسول اللہ ﷺ نبیت محتسب اعلیٰ

کسی بھی معاشرہ میں احتساب کا ایک موثر نظام ہی قانون کا احترام پیدا کرتا ہے اور بد عنوانیوں کا راستہ روکتا ہے۔ قانون پر سختی سے عمل درآمد اور قانون کے مکمل احترام کے بغیر کوئی بھی معاشرہ اپنے افراد کے جان و مال کا نہ تحفظ کر سکتا ہے اور نہ ہی بد عنوانیوں کا راستہ روک سکتا ہے۔ جب بھی احتساب کی گرفت ڈھیلی پڑتی ہے، معاشرہ بد نظمی اور انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔ ایسے معاشرے میں بد عنوانیوں کا زور بڑھ جاتا ہے اور شریوں کے جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ نہیں رہتی۔ اس صورت میں ایک مذنب معاشرے کا تصور بھی ختم ہو جاتا ہے اور جنگل کے قانون کی حکمرانی کا تصور پوری شدت سے امہر تا ہے۔ اس صورت میں بد عنوانیوں، برائیوں، انتشار اور افرا تفری کا راستہ روکنا ممکن نہیں رہتا اور بالآخر ایسا معاشرہ مکمل تباہی سے دوچار ہو جاتا ہے۔ کسی وجہ ہے کہ ہر مذنب نظام نے معاشرے میں ایک موثر نظام احتساب پر زور دیا ہے۔ اس کے بغیر کسی ریاست کا وجود قائم نہیں رہ سکتا۔ قوموں کی تباہی کے بنیادی اسباب میں احتساب کا فقدان سر فرست نظر آئے گا۔

یہی وجہ ہے کہ عمد نبوی ﷺ میں رسول اللہ ﷺ نے نبیت محتسب اعلیٰ اسلامی ریاست میں عمل احتساب، محاسبہ نفس اور تزکیہ نفس کا بندوبست کیا تھا، جس کی چند مثالیں ”منہ نمونہ از خروارے“ حسب ذیل ہیں :

۱- مرسول اللہ ﷺ برجل بیبع طعاما قد خلط جيدا بقيبح، فقال له

النبي ﷺ: ما حملك على ماصنعت؟ فقال: أردت أن ينفق

‘فقال له النبي ﷺ ميزكِل واحد منه معاملٍ حدة، ليس في ديننا غش’ (٣٢)

”ایک دفعہ حضور ﷺ ایک ایسے تاجر کے پاس سے گزرے جو عمدہ گندم کو گھٹایا گندم کے ساتھ ملا کر فروخت کر رہا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے ارادہ کیا کہ یہ گھٹایا گندم بھی فروخت ہو جائے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: عمدہ اور گھٹایا گندم میں سے ہر ایک کو الگ کرلو۔ ہمارا دین ملاوٹ کو ناجائز قرار دیتا ہے۔“

۲۔ رسول اکرم ﷺ نے بازاروں میں تجارتی بد عنوانی کے خاتمے کیلئے زندہ اسپکٹر بازار مقرر فرمائے۔ ڈاکٹر حمید اللہ اس عمل کی تصریح کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں کہ :

”اس بازار میں عورتیں بھی سامان تجارت لاتی ہوں گی لہذا ان کی گنراوی۔ ان کی مدد اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے کسی عورت ہی کو مامور کیا جا سکتا تھا۔“ (٢٣)

یہ بات قرین قیاس بھی ہے اور اس احتسابی الگام کی تصریح سے اتفاق کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ عن ابی سعیدؓ سے مردی ہے کہ نبی ﷺ ایک قصاب کے پاس سے گزرے جو بحری کی کھال اتنا رہا تھا اور اس میں ہوا ہھر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ بحری کی کھال اور گوشت کو جدا کرو لیکن پانی نہ لگاؤ۔“ (٢٤)

۴۔ سرسوْل اللہ ﷺ برجل یبیغ طعام افسالہ کیف تبیعه؟ فاتاہ جبریل اوقاَل: اوْحى إِلَيْهِ أَنْ أَدْخُلَ يَدَكَ فِي جَوْفِهِ، فَادْخُلْ يَدَهُ، فَإِذَا هُوَ مَبْلُولٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِيُسَ لِيْسَ مَنَامَنَ غَشَّ۔ (٢٥)

”ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک اماج فروش کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیسے پچ رہے ہو؟ آپ ﷺ کے پاس جرأۃ میں آئے یا راوی نے یہ کہا کہ آپ کو وحی کے ذریعے حکم ہوا کہ اس غلمہ کے اندر اپنا ہاتھ داخل کریں۔ اس پر آپ نے اپنادست مبارک اس ڈھیر کے اندر ڈالا تو وہ اندر سے گیلا تھا۔ اس موقع پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔“

۵۔ عن ابن عمر ان رسول اللہ ﷺ مرعلي سوق المدينة على طعام اعجبه

حسنه: فوقف رسول اللہ ﷺ فادخل یہدہ فی الطعام فاخراج شیئالیس کالظاهر، فاقت لصاحب الطعام، ثم نادی: ایہا الناس اہ لاغش بین المسلمين لیس منام غشنا۔ (۲۶)

”حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کے بازار میں ایک ایسے غلہ کے ڈھیر کے پاس سے گزرے جس کی عمدگی آپ ﷺ کو بھلی گئی۔ اس پر آپ ﷺ نے ٹھہر گئے اور اپنادست مبارک اناج کے ڈھیر میں داخل فرمایا تو اناج کے اندر اور باہر کی کیفیت (کوالٹی) میں تضاد پایا۔ آپ ﷺ نے ماں ک اناج کو کھڑا کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اعلان فرمایا: لوگو! مسلمانوں کو باہمی معاملات میں کھوٹ اور ملاوٹ نہیں کرنی چاہیے، جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔“

۶- کان رسول اللہ ﷺ استعمل سعد بن سعید بن العاص بعد الفتح على سوق سکة۔ واستعمل عمر بن الخطاب ”على سوق المدينة۔ (۲۷)  
”حضور اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے بعد حضرت سعد بن سعید بن العاص گومکہ کے بازار کا نگران مقرر فرمایا اور حضرت عمر بن خطاب گومدینہ کے بازار کا نگران مقرر فرمایا“

۷- عن عدی بن عمیرۃ الکندی قال سمعت رسول اللہ ﷺ يقول:  
من استعملناه منکم على عملنا فکتمنا منه مخیطاما فوقه کان غلو لا یاتی به یوم القيمة قال فقام الیه رجل اسود من الانصار کانی انظر الیه فقال يارسول اللہ اقبل عنی عملک قال ومالک قال سمعتك تقول کذا وکذا قال وانا اقوله الان من استعملناه منکم على عمل فليجيء بقليله وكثيره فما امر منه اخذ ومانه عنہ انتهى۔ (۲۸)

”حضرت عدی بن عمیرہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے ساکہ تم میں سے جس کو ہم اپنے امور کا نگران مقرر کریں اور وہ اس میں سے کوئی سوئی یا اس سے کوئی ادنیٰ چیز ہم سے چھپائے تو یہ خیانت ہو گی جسے وہ روز قیامت پیش کرے گا۔ اس پر ایک سیاہ رنگت کا انصاری کھڑا ہوا۔ راوی کہتا ہے گویا بہی وہ آدمی میری نظر میں ہے۔ اس انصاری نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ابنا تفویض

کردہ کام مجھ سے واپس لے لیں۔ آپ نے فرمایا: کیوں؟ تو اس نے جواب دیا: کہ میں نے آپ ﷺ کو ایسے ایسے فرماتے ہوئے سنائے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اب بھی میں یہی کہتا ہوں کہ تم میں سے جس کو ہم کسی کام کا گمراں مقرر کریں تو اسے چاہیے کہ کم ویش جو کچھ ہو وہ پیش کر دے۔ جتنا کچھ لینے کا حکم ہو اتنا لے اور جس سے روکا جائے اس سے باز رہے۔“

ان رسول اللہ ﷺ بعثتہ علی الصدق فقال يا بالوليد اتق لاتاتی يوم القيامة بغير تحمله رغاء او بقرة لها خوار او شاة لها ثواء اح فقال يا رسول الله ان ذلك لکائن قال اى والذی نفسی بیده ان ذلك لکذلك الامن رحم الله قال فوالذی بعثك بالحق لا عمل على شئ ابدا۔ (۲۹)

”رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبادہؓ کو صدق و صول کرنے کیلئے عامل ہا کر بھیجئے ہوئے فرمایا: اے ابوالولید! قیامت کے روز ایسی حالت میں نہ آتا کہ اپنے اوپر بلبلاتے ہوئے اونٹ کو یا ذکار تے ہوئے گائے کوئی منانی ہوئی بھری کو اٹھائے ہوئے ہو۔ ابوالولید نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ایسا بھی ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً ایسا ہو گا الایہ کہ جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمادیں۔ اس پر اس نے عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھجا ہے۔ میں کبھی بھی کسی منصب کا عامل نہیں ہوں گا“

قال رسول الله ﷺ لا تجوز شهادة خائن، ولا خائنة۔ (۵۰) - ۹

”رسول اللہ ﷺ کا رشاد ہے کہ خیانت کا مرد اور عورت کی گواہی جائز نہیں ہے۔“

قال النبي ﷺ عدل ساعة في حکومة خير من عبادة ستين سنة۔ (۵۱) - ۱۰

”نبی ﷺ کا رشاد ہے کہ حکومت کا لمحہ بھر کا عدل و انصاف سائھ سالہ عبادت سے بہتر ہے۔“

وقال ﷺ: كلكم راع، وكل راع مسئول عن رعيته۔ (۵۲) - ۱۱

”حضور ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک گمراں ہے اور ہر گمراں سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہو گی۔“

عن أبي حازم قال أتى النبي ﷺ بنطح من الغنية، فقيل:  
يا رسول ﷺ هذا لك تستظل به من الشمس، قال اتحبون  
ان يستظل نبيكم بظل من النار؟ (۵۳)

”حضر ابو حازم رضي الله عنه كتبة میں کہ نبی ﷺ کے پاس مال غنیمت سے ایک چادر لائی گئی اور عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ آپ کیلئے ہے تاکہ آپ ﷺ اس سے سایہ حاصل کریں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہارا نبی جنم کی آگ کا سایہ حاصل کرے؟“

حضر ابو ہریرہ رضي الله عنه سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ بغرض معاشرہ بازار تشریف لے گئے۔ ایک جگہ گندم کاڈھیر نظر آیا۔ آپ ﷺ نے دست مبارک اس میں ڈالا تو کچھ نہیں سی محسوس ہوئی۔ دکاندار سے جواب طلبی کی تو اس نے عذر پیش کیا کہ غلہ بارش سے بھیگ گیا تھا۔ تب آپ ﷺ نے تسبیہ کے طور پر استفسار فرمایا کہ اے اوپر کیوں نہیں کر لیا؟ اس کے بعد فرمایا کہ جو شخص اس طرح کی ہیرا پھیری یاد ہو کر بازی کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (۵۲)

ایک اور روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔ (۵۵)

ایک اور موقع پر حضور ﷺ بازار تشریف لے گئے تو کسی شخص کو ایک چیز تولتے ہوئے دیکھا اور ارشاد فرمایا: اتنے وارجع "اچھی طرح تلو اور جھکتا ہو اتو لو۔" (۵۶)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضي الله عنهما کی ایک روایت کے مطابق حضور اکرم ﷺ بعض اوقات صحابہ کرام رضي الله عنہم کو بھی بغرض اختساب بازار کی طرف بھجا کرتے تھے۔ (۵۷)

ایک مرتبہ ابن اللتبی صدقہ و صول کر کے لائے اور کما کہ مال کا یہ حصہ مسلمانوں کا ہے اور اس میں سے اتنا مجھے ملا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھر بیٹھے بیٹھے تمہیں یہ ہدیہ کیوں نہ مل سکا؟ اس کے بعد ایک عام خطبہ دیا جس میں اس کی سخت ممانعت فرمائی۔ (۵۸)

۲) مجری رمضان کے مینے سے دشمنوں کے ساتھ جنگوں کا آغاز ہوتا ہے۔ ہقول ڈاکٹر حمید اللہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کیلئے دو طریقے سے آمدی ہونے گی۔ ایک

تو مجاہد کی حیثیت سے کہ آپ جنگ میں شریک تھے اور جنگ میں شریک ہونے والوں کی طرح برادر حصہ ملت جس کی مقدار کھٹکی بودھتی رہتی (.....) دوسرا اور سیلہ اس مال غنیمت میں سرکاری مال تھا جسے رسول اکرم ﷺ کی صوابید پر چھوڑا گیا تھا کہ جس طرح چاہیں آپ ﷺ تفہیم فرمائیں۔ لیکن وہ آپ ﷺ کے خاندان کیلئے استعمال نہیں ہوتا تھا بلکہ عوام الناس کی ضروریات کیلئے اور ملک کی عام بہبود و فدائی امتیاز، تھیا روں کی خریداری کیلئے خرچ ہوتا تھا۔ بہر حال اگر رسول اللہ ﷺ چاہتے اور کسی وقت آپ ﷺ کے مکان میں کوئی چیز نہ ہوتی تو اس کا سرکاری مال یعنی خزانے کی چیزوں سے منیا کر دی جاتی۔ لیکن یہ صرف مال غنیمت کے متعلق ہے۔ جہاں تک زکوٰۃ کا تعلق ہے اس کے بارے میں شریعت کا یہ حکم تھا کہ زکوٰۃ کامال رسول اللہ ﷺ کی ذات اور رسول اللہ ﷺ کے اہل و عیال اور قبیلہ بنی ہاشم اور قبیلہ بنی عبد المطلب کیلئے حرام ہے۔

وہ مزید لکھتے ہیں : ”اگر سرکاری آمدی حکمران کی آمدی سمجھ لی جائے تو حکمران کے قریبی لوگ، ماتحت لوگ، ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور اگر معلوم ہو کہ حکمران کیلئے یہ حرام ہے تو ماتحت افسروں کو ذرا احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے کہ حکمران ان کا محاسبہ کرے گا (.....) یہی وجہ ہے کہ عمد نبوی ﷺ میں زکوٰۃ کا کوئی حصہ بھی رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے خاندان کیلئے صرف نہیں کیا جا سکتا تھا۔ (۵۹)

قال رسول الله ﷺ ان الله طيب لا يقبل الابطيا (....) ثم ذكر الرجل يطيل السفر اشعت اغبر يمد يديه الى السماء يارب يارب ، و مطعمه حرام و مشربه حرام و ملبسه حرام و غذى بالحرام فاني يستجواب لذلك۔ (۶۰)

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے اور وہ صرف پاکیزہ مال ہی قبول کرتا ہے (.....) پھر آپ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا جو لمبی مسافت طے کر کے مقدس مقام پر آتا ہے غبار سے اٹا ہوا ہے گرد آکو ہے اور اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کرتا ہے اے میرے رب (اور دعا میں مانگتا ہے) حالاں کہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے اور حرام پر ہی وہ

پلا ہے۔ بھلاس کی دعائیں کیوں کر قبول ہوں“

۲۰۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حرام پر پلا ہوا جسم اس لائق ہے کہ وہ آگ میں ڈالا جائے۔

۲۱۔ قال رسول الله ﷺ التاجر الصدوق الامين مع النبيين والصديقين والشهداء۔ (۶۱)

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : سچائی کے ساتھ معاملہ کرنے والا مانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا۔“

۲۲۔ قال رسول الله ﷺ ان التجار يبعثون يوم القيمة فجاراً الامن اتفى وبر وصدق۔ (۶۲)

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : تاجر لوگ قیامت کے دن بدکار کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے سوائے ان تاجروں کے جنہوں نے اپنی تجارت میں تقوی اختیار کیا، نیکی اختیار کی اور سچائی کے ساتھ معاملہ کیا۔“

۲۳۔ قال رسول الله ﷺ يقول الحلف منفعة للسلعة ممحقة للبركة۔ (۶۳)

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اپنے مال کو پچھنے میں کثرت سے فتنیں کھانے سے پجو۔ یہ چیز تو تجارت کو فروع دیتی ہے لیکن آخر کار برکت کو ختم کر دیتی ہے۔“

۲۴۔ قال رسول الله ﷺ من احترف حنفاطيء۔ (۶۴)

”نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : جس شخص نے ذخیرہ اندوزی کی تو وہ گنگار ہے۔“

۲۵۔ عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ لعنة الله على الراسى والمرتى فى الحكم۔ (۶۵)

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی لعنت ہو حاکم کور شوت دینے والے پر اور اس حاکم پر بھی جور شوت لے۔“

الختصر عمل تطهیف (ناپ تول میں کمی)، عمل غش (ملاؤث)، عمل تدليس (دھوکہ)، جعل سازی اور عمل تختیس (گھشاں کو الٹی)، قرضوں کی عدم ادا یا نگہ ہد اگری، تسریع (زخوں کا تعین) و مگر افی، شراب نوش، شراب فروشی، رشوت، ذخیرہ اندوزی، خبات، ناجائز قبضہ اور ناجائز تجاوزات، جوئے بازی اور عصمت فروشی، سرکاری اہل کاروں کی بد عنوانی، اکتساب رزق کے منوع طریقوں، پیشوں اور اداروں کی تطہیر، نیزت طیبہ کی روشنی میں بے لگ احتساب کے نتیجے

کے طور پر معاشرہ معاشی بد عنوانی سمیت دیگر معاشرتی، اخلاقی اور سیاسی برائیوں اور بد عنوانیوں سے نجات پائے گا۔ سوسائٹی کے اندر علم و شعور کی آگئی، قانون کی حکمرانی، امر بالمعروف و نهى عن المحرکی ترویج، اختیارات کا جائز استعمال، اداروں کی تطہیر اور پایمند ارتشکیل، معاشی عدل و انصاف، معاشی آزادی، منہگائی کا خاتمه اور قیتوں میں استحکام، دولت کی وسیع گردش، غربت و مغلیٰ کا خاتمه، طبقاتی منافرت کا خاتمه، روزی کے حرام ذرائع کا سد باب ممکن ہو سکے گا۔ نیز معاشرہ محبت، اخوت اور معاشی آسودگی سے ہم کنار ہو گا۔ افراد معاشرہ میں نفرت، تعصُّب اور بد اعتمادی کی فضائی کا خاتمه ہو گا۔ لسانی، نسلی، مسلکی اور علاقوائی اختلافات اسلام کے ابدی، سرمدی اور عالم گیر ضابطہ حیات کے سامنے بے و قعت قرار پائیں گے۔ عوام انساں کے سامنے اسلام کا آفاقی کا نتیجہ، فطرتی اور ہمہ گیر نظریہ حیات ہو گا جو کہ نظریہ پاکستان کی روح ہے۔ اس طرح ۱۲۔ اگست ۱۹۴۷ء کو اس گرہ ارض پر معرض وجود میں آنے والی مملکت خداداد اسلامی جمورو یہ پاکستان کے اغراض و مقاصد کی تکمیل ہو سکے گی۔ مسلمانان بر صیر کا ایک مثالی، فلاحتی اور معاشی طور پر مضبوط اسلامی ریاست کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے گا۔ وہ وقت بعید نہیں، جس طرح پاکستان ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کو جو ہری دھماکہ کر کے دفاعی طور پر ناقابل تباہی ہو گیا ہے، اسی طرح ریاست کے معاشی پہلو میں بد عنوانی کی بھر پور اصلاح اور سیرت طیبہ کی روشنی میں بے لال احصاب کی بد ولت پاکستان معاشی طور پر ایشیں نائیگر بن جائے گا، ان شاء اللہ۔

## حوالہ جات

- ۱۔ ابن منظور، لسان العرب، ج ۱، ص ۳۱۱
- ۲۔ القرآن الکریم، ۵۵: ۵
- ۳۔ ابن منظور، لسان العرب، ج ۱، ص ۱۳۹، اصفہانی، راغب، مفردات الفاظ القرآن، دارالفکر، بیروت، لبنان، ص ۱۶۲
- ۴۔ ایضاً
- ۵۔ الجصاص، "احکام القرآن"، ج ۳، ص ۳۱۱
- ۶۔ ابن منظور، لسان العرب، ج ۱، ص ۳۱۱
- ۷۔ القرآن الکریم، ۱۳: ۳۱
- ۸۔ ترمذی، جامع ترمذی، ابواب صفة القسمة، مکتبہ رسنیہ، دیوبند، ۱۹۵۲ء، ج ۲، ص ۶۹
- ۹۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الصوم، ج ۱، ص ۲۵۵
- ۱۰۔ الماوردي، الأحكام السلطانية، ص ۲۳۰، ابواب سلطنتی، الأحكام السلطانية، ص ۲۸۲
- ۱۱۔ غزالی، احیاء علوم الدین، مطبعة العاصرة الشریفۃ، مصر، ۱۳۲۲ھ، ص ۳۲۳
- ۱۲۔ الشیرازی، عبدالرحمن بن نصر، خلایفۃ الرسیحۃ فی طلب الحجۃ، دار الشفافۃ، بیروت، (ت-ن)، ص ۶
- ۱۳۔ ابن الاخوۃ، محمد بن محمد، معالم القریۃ فی الأحكام الحجۃ، دار الفنون، کیرج، ۱۹۳۷ء، ص ۷
- ۱۴۔ ابن خلدون، مقدمہ، باب سوم، فصل اکتیس، ص ۲۲۲
- ۱۵۔ خلیفہ حاجی، کشف النظنوں عن اسمی الکتب والفنون، مکتبہ المثنی، بیروت، (ت-ن)، ج ۱، ص ۱۵
- ۱۶۔ یہ مصنف شام کی کلیۃ الشریعۃ کے سابق سربراہ، شام کے سابق وزیر تعلیم اور مکہ کفر مکہ کے مکمل کی "ام القریی یونیورسٹی" کے پروفیسر تھے۔
- ۱۷۔ المبارک، محمد، "الدولۃ ونظام الحجۃ عند ابن تیمیہ"
- ۱۸۔ حوالہ محمود احمد غازی، "ادب القاضی" اوارہ تحقیقات اسلامی، جامعہ اسلامیہ، اسلام آباد، ۱۹۳۷ء، ص ۵۹۔ ۷۰
- ۱۹۔ آزاد، ابوالکلام، مولانا، "احساب اور اسلام"
- ۲۰۔ البلاغ، رین لین، مکتبۃ امیریا، فروری ۱۹۱۶ء، ج ۱، شمارہ ۹، ص ۱۶: "آزاد، ابوالکلام، مولانا، "احساب اور اسلام"

- البلاغ، ٥-٢٠- رین لین نہلکتہ ائٹیا، فروری ١٩١٦ء عن اشارة نمبر ٦، ص ٨، ص ١١١
- ابن قیم "الطرق الحکمة فی السياسة الشرعية" فاروقی کتب خانہ ملتان، ١٩٩٣ء، ص ٢٧٢
- ایضاً، ص ٣٨١
- ابن قیم "الطرق الحکمة فی السياسة الشرعية" ترجمہ پروفیسر طیب شاہین لودھی، فاروقی کتب خانہ ملتان، طبع اول، ١٩٩٣ء، ص ٣٨٠
- ابن قیم "الطرق الحکمة فی السياسة الشرعية" ترجمہ پروفیسر طیب شاہین لودھی، فاروقی کتب خانہ ملتان، طبع اول، ١٩٩٣ء، ص ٣٨٠
- ابن تھیر (م ٤٢٨٧ / ١٣٢٧ء) "الحربۃ فی الاسلام" فصل دوم، مطبع مoid، مصر ١٣١٨ھ، ص ١١
- ابن قیم "الطرق الحکمة فی السياسة الشرعية" مطبع السنۃ المحمدیہ، قاہرہ، ١٩٥٣ء، ص ٢٣٦
- خاچی سعدق حسن، المتر محمد عبد الجابل، "المدینۃ المورۃ و اول بلدیۃ فی بلاد الاسلام" مدینۃ منورہ، وزارة الشؤون البلدیۃ، (تہن)، ص ١٣٢
- تفصیل کیلئے دیکھئے مقالہ بہذا ص ٢
- الماوردی (م ٥٠٥٨ / ١٠٥٨ء) "الاحکام السلطانیہ" المطبع الحمودیہ التجاریہ، مصر، (تہن)، ص ١٣١ ابو عطیل (م ٥٨٥٢ / ١٠٢٥ء) "الاحکام السلطانیہ" دارالنشر الکتب الاسلامیہ، شارع شیش محل، لاہور، (تہن)، ص ٢٢٨-٢٢٩
- عبد الحفیظ، پروفیسر وفاتی محتسب، تعارف اور افادیت کا تنقیدی جائزہ، زیر عنوان تعارف، مطبع شو Zub پرنٹرز، دربار مارکیٹ، لاہور، ١٩٩٠ء
- ایضاً
- چاہیہ، اچاریہ کوتیہ، "ار تھ شانسٹر" اردو ترجمہ، شان الحق حقی، یکساں پر نٹر ز، یونیورسٹی روڈ، کراچی، ١٩٩١ء، ص ٢٣٦
- اصلاحی، امین احسن، مولانا (م ١٩٩٨ / ١٩٩٨ء) "اسلامی ریاست" مکتبہ جماعت اسلامی، اچھرہ، لاہور، پاکستان، ١٩٥٠ء، ص ٣٩-٣٠
- طوسی، نظام الملک، خواجہ (٢٠٩٢ / ٥٣٨٥ء) "سیاست نامہ" اردو ترجمہ "محمد منور"
- مجلس ترقی ادب، زر سگھ داس گارڈن کلب روڈ، لاہور، ١٩٤١ء، ص ٥٠
- ایضاً
- طوسی، نظام الملک، خواجہ (٢٠٩٢ / ٣٨٥ء) "سیاست نامہ" اردو ترجمہ "محمد منور"

- مجلس ترقی ادب، ۲- زرنگہ داس گارڈن کلب روڈ، لاہور، ۱۹۶۱ء، ص ۳۹
- ۳۶۔ طوی، نظام الملک، خواجہ، ۱۹۰۵ھ/۱۹۰۶ء، "سیاست نامہ" اردو ترجمہ "شاہ حسن عطاء، طبع سوم، نفسیں اکیدی، کراچی، ۱۹۷۴ء، ص ۲۹
- ۳۷۔ طوی، نظام الملک، خواجہ، ۱۹۰۲ھ/۱۹۰۳ء، "سیاست نامہ" اردو ترجمہ "شاہ حسن عطاء، طبع سوم، نفسیں اکیدی، کراچی، ۱۹۷۴ء، ص ۳۰
- ۳۸۔ ابو یوسف، قاضی، "كتاب الخراج" اردو ترجمہ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، ص ۱۳۹
- ۳۹۔ ابو یوسف، قاضی، "كتاب الخراج" اردو ترجمہ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، ص ۱۳۸
- ۴۰۔ غازی، محمود حمد، ڈاکٹر، "ادب القاضی" طبع اول، ادارہ تحقیقات اسلامیہ، جامعہ اسلامیہ اسلام آباد، ۱۹۸۳ء، ص ۷۵۲-۷۵۳
- ۴۱۔ ایضاً
- ۴۲۔ الہندی، علاء الدین، علی المحتقی بن حسام الدین، "کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال" الطبعہ الخامسة، موسیٰ الرسالۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء، ج ۲، ص ۱۵۹
- ۴۳۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، "خطبات بہاپور" اشاعت پیغم، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۱۹۹۹ء، ص ۲۹۸
- ۴۴۔ الہندی، علاء الدین، علی المحتقی بن حسام الدین، "کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال" الطبعہ الخامسة، موسیٰ الرسالۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء، ج ۳، ص ۱۵۹
- ۴۵۔ ایضاً، ص ۱۵۸-۱۵۹
- ۴۶۔ ایضاً، ص ۱۵۸
- ۴۷۔ الحلبی، علی بن برهان الدین، "السریزۃ الحلبیۃ فی سیرۃ قلامین المأمون انسان العيون" دار المعرفۃ للطباعة والنشر، بیروت، لبنان، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء، ج ۳، ص ۲۲۲
- ۴۸۔ البیهقی، حافظ جلیل الہی بخاری، حسین بن علی، (م ۱۴۵۸ھ)، "السن الکبری" دار الفکر، بیروت، لبنان، (تک) ج ۲، ص ۱۵۸
- ۴۹۔ ایضاً
- ۵۰۔ دارقطنی، علی بن عمر، (م ۱۴۸۵ھ)، "سنن دارقطنی" الطبعہ الرابعة، عالم الکتب، بیروت، لبنان، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۶ء، ج ۲، ص ۲۳۳، ترمذی، دارقطنی اور بیهقی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

- الاندلسي، احمد بن محمد عبد رببه، "العقد الفريد"، الطبعة الاولى، دار احياء التراث العربي، بيروت، لبنان، ١٤٣٠هـ / ١٩٨٩ء، ج ١، ص ٢٣
- ٥١-
- ايضاً
- المنذري، حافظ زكي الدين عبد العظيم، (م ٦٥٦٥هـ / ١٢٥٨ء)، "الترغيب والترحيب"  
اردو ترجمة مولوي محمد عبدالله، اشرف آکیدی، جامعہ اشرفیہ لاہور، ج ٣، ص ٢٣٢
- ٥٢-
- مسلم، ابو الحسین بن حجاج القشیری، (م ٦٢١هـ / ٧٣٨ء)، "الجامع الصحيح"، کتاب الایمان
- ٥٣-
- ايضاً
- سنن نسائی بھری السیوطی، "البیوع الرجائب فی الوزن"، ج ٧، ص ٢٨٣، بیروت، لبنان
- ٥٤-
- الکتلاني، عبد الجلیل بن عبد الكبير، "الترتيب الاداری"، ج ١، ص ٢٥٨
- ٥٥-
- البخاری، ابو عبدالله محمد بن اسحاق عیل، (م ٥٢٥٦هـ / ٧٠٨ء)، "الجامع الصحيح"، کتاب الاحکام
- ٥٦-
- محمد حمید اللہ، "خطبات بہاولپور" اشاعت پنج، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ١٤٩٧هـ / ١٩٧٣ء، ص ٣٦٦
- ٥٧-
- مسلم، ابو الحسین بن حجاج القشیری، (م ٦٢١هـ / ٧٣٨ء)، "الجامع الصحيح"، کتاب الزکوٰۃ، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب و ترتیحتها، حدیث نمبر ٢٥، دار احياء التراث العربي، بيروت، لبنان
- ٥٨-
- ترمذی، "جامع ترمذی" ابواب البیوع عن رسول الله ﷺ، حدیث نمبر ٣٣، باب ماجاء فی التجار و تسمیة النبي ﷺ، ج ١، ص ١٣٥، وفاقي وزارت تعلیم حکومت پاکستان، اسلام آباد، ١٤٣٠هـ / ١٩٨٥ء
- ٥٩-
- ايضاً
- ابوداؤد، کتاب البیوع، باب فی کراہیة المیمن فی البیوع، ج ٢، ص ١١٨، اوقافی وزارت تعلیم حکومت پاکستان، اسلام آباد، ١٤٣٠هـ / ١٩٨٥ء
- ٦٠-
- ايضاً
- مسلم، ابو الحسین بن حجاج القشیری، (م ٦٢١هـ / ٧٣٨ء)، "الجامع الصحيح"، کتاب المساقاة، حدیث نمبر ١٢٩، باب تحریم الاحتكار فی الاوقات، طبع دار احياء التراث العربي، بیروت، ج ٣، طبع اولی ١٤٣٧هـ / ١٩٥٥ء
- ٦١-
- ابوداؤد، کتاب الصنائع، باب فی کراہیة المیمن فی الصنائع، ج ٢، ص ١٣٨، طبع وفاقي وزارت تعلیم حکومت پاکستان، اسلام آباد، ١٤٣٠هـ / ١٩٨٥ء
- ٦٢-
- ايضاً
- ابوداؤد، کتاب الصنائع، باب فی کراہیة الرشوة، ج ٢، ص ١٣٨، طبع وفاقي وزارت تعلیم حکومت پاکستان، اسلام آباد، ١٤٣٠هـ / ١٩٨٥ء
- ٦٣-
- ايضاً
- مسلم، ابو الحسین بن حجاج القشیری، (م ٦٢١هـ / ٧٣٨ء)، "الجامع الصحيح"، کتاب المساقاة، حدیث نمبر ١٢٩، باب تحریم الاحتكار فی الاوقات، طبع دار احياء التراث العربي، بیروت، ج ٣، طبع اولی ١٤٣٧هـ / ١٩٥٥ء
- ٦٤-
- ابوداؤد، کتاب الصنائع، باب فی کراہیة الرشوة، ج ٢، ص ١٣٨، طبع وفاقي وزارت تعلیم حکومت پاکستان، اسلام آباد، ١٤٣٠هـ / ١٩٨٥ء
- ٦٥-